گرو نانک کے جانشین اور سکھ مت کے ارتقاء میں ان کی اہمیت

The Succeeds of Guru Nanak and Their Significance in the Development of Sikhism.

ماریہ مان*

**ڈاکٹر شبیر حسین

ABSTRACT

This article is an attempt to know about "The Succeeds of Guru Nanak and Their Significance in the Development of Sikhism .There have been nine Succeeds of Guru Nanak in the history of Sikhism. They took significant role in the field of development of Sikhism. It has been studied the major works of these succeeds in this articles. It throws light on the methodology and strategies of the succeeds of Guru Nanak in their reign .Gurdwara panja sahib is one of the holiest places in Sikhism which is believe hold a rock hand print of Guru Nanak. Every year, hundreds and thousands of pilgrims from various parts of the world, especially India and rural areas of Sindh, visit this temple to offer religious rituals in Connection with various occasion like Rakhi ,Besakhi, Birth and death anniversary of Guru Nanak Ddev, Joti Jott Mela, death anniversary 05th Guru of Sikhism Guru Arjun Dev. and last emperor of Punjab Maharaja Ranjeet Singh. The lager (holy Food) served at the temple is part of the teachings of Guru Nanak dev Ji, the founder of Sikhism .

Key words: Guru Nanak (Founder of Sikhism), Succeeds, Followers, Society.

*Ph.D Scholar, Islamic Studies Deptt: ,Muhay-ud-Din Islamic University, Nerian Sharif, Azad Kashmir

**A/P, Islamic Studies Deptt: Muhay-ud-Din Islamic University, AJK.

تمہید :

بابانانک سکھ مت کا حقیقی موسئس ہے جس نے 1469ء میں تلولڈی، موجودہ ننکانہ میں ھندومت کے کھشتریا طبقہ میں کالو چند ہاں جنم لیا۔[1] ان کی تربیت اس وقت کے رواج کے مطابق ھندوں اور مسلمان اتالیقوں کے ہاتوں ہوئی۔[2] کالوچند نے بچپن ہی میں اپنے بیٹے کو مختلف کاموں میں لگاکر ان کا مستقبل سنوارنے کی کوشش کی، مگر نانک اپنی کچھ خاص کیفیات کی وجہ کسی ایک کام میں بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس کے والد نے اسے سلطان پور میں اپنے داماد لالہ جے رام اور بیٹی نانکی کے پاس وہاں کے مسلمان حکمران دولت خان کے پاس سرکاری نوکری کے حصول کے لئے بھیج دیا، جہاں وہ وہاں کے حاکم کے مودی خانے کا نگران و محاسب مقرر ھوا۔[3] اپنے ان فرائض منصبی کی ادائگی کے ساتھ گرونانک روزانہ دریائے بیاس پر نہانے کے لئے جایا کرتا تھا، اس اثناء میں ایک دفعہ حاسدوں نے سلطان پور کے حاکم کو شکایت کی کہ مودی خانے کے نگران نے سارا خزانہ اور غلہ لوگوں میں بانٹ کر اسے خالی کر دیا ھے جس پر وھاں کے حکمران نے نانک سے بازپرس کی، نانک کا محسابہ اس بات پر منتج ھوا کہ مودی خانے کا تمام غلہ حساب وکتاب کے مطابق پورا ہے، اور اس میں کوئی ناجائز تصرف نہیں ہوا ھے۔[4] زندگی کے صبح و شام اسی طرح گزرتے رہے، ایک دن جب نانک دریائے بیاس پر نہانے کے لئے گیا تو دریا میں غوطہ لگانے کے تین دن کے لئے غائب ہوا، اس کے بہنوئی بہن اور دوسرے لوگوں نے کافی تلاش کیا مگر انکی سعی لاحاصل رہی اور تین دن کے بعد نانک خود بخود دریا کے کنارے ظھور پذیر ھوا، اس وقت ان کے زبان پر یہ کلمات تھے "نہ کوئی ھندو نہ کوئی مسلمان"۔[5] اس کے بعد نانک نے مودی خانے کے وظیفے کو چھوڑ کر اپنی نئی فکر کی طرف دعوت دینے کا آغاز کیا اور بزعم خویش کچھ عناصر اسلام اور کچھ ہندومت کے لیکر ایک نئی فکر کی بنیاد رکھی۔ ایک عام آدمی سے اس مقام تک پہنچنے کے لئے بابانانک نے کڑی تپسیا کی۔ اور ایک نئے

اخلاقی مذہب کی بنیاد ڈالی۔[6]

اس سلسلے میں نانک نے ہندو مندروں میں جا کر ہندو پنڈتوں سے مناظرے کئے اور بت پرستی، تعدد اور کثرت پرستی پر قدغن کیا۔اسی طرح ہندو مت کے طبقاتی نظام پر رد کرتے ہوئے یہ کہا کہ برھمن کو کس کے برھمن بنایا، اور ویش کو ویش اور کھشتری کو کھشتری ٹھہرایا جبکہ قصور وار شودر بیچارے کیونکر شودر پیدا ھوئے۔ تمام انسان انسانیت کے ناطے سے برابر ہیں اور ان میں کوئی طبقاتی اونچ نیچ نہیں، ایک اس کے ذات کے سوا کوئی اور پکارنے کے لائق نہیں۔[7]

نانک نے عقیدۂ توحید کی طرف دعوت دی جو کہ ایک اسلامی اور فطری عقیدہ ہے، اسی طرح طبقاتی نظام پر رد کرتے ہوئے اسلامی انسانی مساوات کو اپنایا۔ بابا نانک نے ہندوستان کے تمام اطراف میں جہاں تک اس سے ہو سکا اپنے دو شاگردوں "مردانا" اور "بالا" کے ساتھ اسفار کئے اور اپنا آخری سفر مغرب کی طرف کیا، جس میں سکھ تاریخ کے مطابق حج کے موسم مسلمان حاجیوں کے ساتھ مکہ مدینہ گئے، پھر مصر، بغداد افغانستان سے ہوتے ہوئے حسن ابدال کی طرف رخ کیا اور یہاں کچھ دن قیام کر کے آخری زندگی کرتارپور میں گزاری، بابا نانک نے اس وقت کے مسلمان صوفیاء کی خانقاہوں کی بھی زیارت کی، خصوصی طور پر پاکپتن میں بابا فرید کی خانقاہ پر کئی دفعہ حاضری دی اور شیخ ابراہیم فرید ثانی سے بابا فرید شکر گنج کا منظوم کلام حاصل کیا، جسے وہ مجلس لگا کر گایا کرتا تھا اور بابا مردانا اس کے ساتھ چمٹا بجایا کرتا تھا۔[8] بابا نانک نے کبیر کا کلام بھی حاصل کیا اور اپنی فکر کی طرف دعوت دینے کا ذریعہ بنایا۔ بعض تاریخی روایات کے مطابق بابا نانک نے اپنی آخری زندگی میں ایک مسجد بھی بنائی اور اس کے لئے امام اور موذن بھی مقرر کیا اور لنگر کے جاری کرنے کا بھی اہتمام کیا جس میں ہر طبقے کے لوگوں کو بلا تفریق اجتماعی طور پر ایک ہی دستر خوان پر کھانا پروسا جاتا تھا، اور یونہی بابا نانک 1539ء میں سکھ روایات کے مطابق وفات پا گیا۔[9]

بابانانک کے نئے ایجاد کردہ اخلاقی مذھب کو کو گاہے بگاہے ان کے جانشینوں نے اپنے اپنے عہد میں ترقی دینے کی انتھک سعی کی، جسکی وجہ سے آج تک اس مذہب کے نام لیوا مختلف روپوں میں موجود ہیں۔ گرونانک کی وفات کے بعد اس کے تمام جانشینوں نے یکے بعد دیگرے سکھ مت کو ترویج دی جس کا مختصر سا جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا جانشین گروانگد:

گروانگد سکندر لودھی کے زمانے میں "بھیرومل" کے گھر ھندوستان کے ضلع فیروزپور کے ذیلی قصبہ کھدور جو کہ دریائے بیاس کے کنارے واقع ھے 31 مارچ 1504ء میں کھشتری طبقہ میں پیدا ھوا[10] گروانگد کا اصلی نام "لہنا" تھا بابانانک کی آخری زندگی میں انکی شاگردی میں آیا تھا۔ اور کم وقت میں پینتھ کی خدمت اور بابانانک کی اطاعت نے اسکو اتنا معتمد بنادیا کہ بابانانک نے اسے اپنے دونوں بیٹوں لکھشمی اور ہری چند کے بجائے اپنا جانشین مقرر کیا، جبکہ اسکی بیوی نے بعض اقتصادی نظریات کی بنیاد پر اپنے دونوں بیٹوں میں سے کسی کو جانشین مقرر کرنے پر اصرار کیا، ہری چند اور لکھشمی بابانانک کے ھاں باطن کی صفائی کے اس درجہ پر نہیں تھے کہ انکو جانشین مقرر کیا جاتا[11]

گروانگد بھی بابانانک کی طرح غور و فکر اور مراقبے میں مشغول رہتا تھا۔ اور لوگوں کی طرف سے حاصل ہونے والے نذرانوں سے خود کو دور رکھتا تھا، عمومی لنگر پر خرچ کرتا تھا اور اپنے مالی اخراجات پورے کرنے کے لئے گروانگد نے اپنی اولاد کو زراعت و تجارت کے پیشے سے منسلک رکھا ہوا تھا۔[12] گروانگد کی محفل میں بھی لوگ اسی طرح جمع ہو کر ذکر یعنی "کرتان" سنا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے لوگ گروانگد کے بارے میں یہ رائے رکھتے تھے کہ وہ اپنے عہد کا منجھا ہوا جانشین ہے۔[13]

گروانگد نے بابانانک کے کلام کو جمع کیا اور گورمکھی زبان کا اجراء کیا۔[14] لنگر کے سلسلے کو بھی ویسے ہی برقرار رکھا جیسا کہ وہ اس سے پہلے زمانے میں عمومی طور پر رائج تھا۔[15]

دوسرا جانشین گروامر داس:

گروامر داس امر تسر میں 1509ء کو کھشتری طبقہ میں ایک فقیر گھرانے میں پیدا ہوا، گروانگد نے اپنی آخری زندگی میں امر داس کو اپنا جانشین بنایا تھا۔[16] اس نے بھی سکھ مت کی ترقی میں بہت سارے کام سرانجام دیئے جیسے کہ "ستی"[17] کو ممنوع قرار دیا جو کہ اس کا سب سے پہلا کارنامہ تھا۔[18]

گوندوال میں مقدس حوض کی تعمیر کی۔[19] شاگردوں میں مناظرے کی قابلیت پیدا کی، روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ گروامر داس نے اپنے شاگردوں اور پیروکاروں کو جسمانی ورزش اور حفظان صحت کے اصولوں پر متوجہ کیا اور جسمانی طاقت کو بے جا ضائع کرنے سے منع کیا[20]۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے لنگر کے سلسلے کو بلا امتیاز جاری وساری رکھا، دعوت و تبلیغ کے طریقے میں جدت پیدا کرنے اور شاگردوں کے بیٹھنے کیلئے منجیوں کا اہتمام کیا جن کی تعداد 22 سے زائد ہو گئی۔[21] سکھ پینتھ میں گروامر داس کے منظوم کلام کے مجموعے کو "آنند" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ خواتین کے پردہ کو اجتماع میں سر ڈھانپنے تک محدود کر دیا، گروامر داس نے اموات پر مردوں اور عورتوں کے رونے پیٹنے کو ممنوع قرار دیا اور بیوہ کی شادی کو رواج دیا اور بیک وقت مرد کی دو شادیوں پر بین لگا دیا۔[22]

تیسرا جانشین گرورام داس:

گرورام داس لاہور میں 24 ستمبر 1534ء کو کھشتری گرانے پیدا ہوا۔ سکھ مت اختیار کرنے سے پہلے اسکا نام "جیٹھا جی" تھا، سکھ مت میں داخل ھوا تو گروامر داس نے اس کو رام داس کا نام دیا۔[23] گروامر داس نے رام داس کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو اپنا داماد بھی بنایا۔ اپنی جانشینی کے زمانے میں گروامر داس کی شہنشاہ جلال الدین اکبر سے لاہور میں ملاقات ہوئی۔

اس میں گرورام داس نے اپنے روحانی اور صوفیانہ کلام سے شہنشاہ اکبر کو متاثر کر دیا اور اس کے عوض لاہور کے قریب ایک بڑی جائیداد پائی جہاں پر گرورام داس نے شہر امر تسر کو بسایا۔[24] اس نے بھی سکھ مت کی تبلیغ کرنے والے مبلغین کے لئے مسندوں اور منبروں کا اہتمام کیا۔[25]

گرورام داس نے امر تسر کے اندر ایک مقدس حوض کی تعمیر کی جس کو احمد شاہ ابدالی[26] نے ہندوستان پر حملے کے وقت مسمار کر دیا۔ بعد میں سکھوں نے اس کی تعمیر نو کی، گرورام داس نے لنگر کے انتظام کو وسیع کرنے کے لئے اپنے مریدوں سے ان کی ہر طرح کی آمدنی کا دسواں حصہ لینا شروع کر دیا۔[27] زراعت و تجارت نے بھی گرورام داس کے زمانے میں ترقی پائی۔[28]

چوتھا جانشین گروارجن:

گروارجن سوموار کے دن 15 اپریل 1573ء کو گوندوال میں گرورام داس کے گھر پیدا ہوا، ان کی والدہ کا نام "بھانی" تھا۔[29] جب چوتھے گرورام داس کو یہ احساس ہوا کہ وہ اب خالق حقیقی سے ملنے والا ہے تو اس نے سکھ مت کو 1581ء میں نیا جانشین گروارجن دیا۔[30]

گروارجن نے سکھ مت کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور اپنے مذہب کے ارتقاء کے لئے وہ کام کئے جو اس سے پہلے جانشینوں نے نہیں کئے تھے۔

گروارجن نے سکھوں کے مابین تنازعات کو دور کرنے کے لئے قانون سازی کی جس کی وجہ سے سکھ مت، اسلام اور ہندو مت سے الگ نظر آنے لگا اور اسی وجہ سے گروارجن یہ کہا کرتا تھا کہ اگر ہم سیاسی لحاظ سے کمزور ہو گئے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمارا تشخص مٹ جائے گا۔[31]

اس نے حربی تنظیموں کی طرف بھی بھرپور توجہ دی۔ مزید یہ کہ گروارجن نے بابا نانک اور اپنے سے پہلے جانشینوں اور اس کے علاوہ دوسرے ہندو باٹ اور مسلمان صوفیاء اور مصلحین کے اقوال کو تحریری شکل میں جمع کیا۔[32] اور یہ کام 1604ء میں انجام دے کر "آدی گرنتھ" کے نام

سے متصف کر کے ہری مندر امرتسر میں رکھ دیا۔ اور اس بات کا حکم دے دیا کہ اب مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن اور ہندوؤں کی مقدس کتاب "پران"[33] پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

گروارجن نے سکھوں کی معاشی حالت کو ترقی دینے کے لئے خاصا اہتمام کیا۔ امیر لوگوں کو اپنی آمدنی کا دسواں حصہ تحریک میں دینے کے لئے پابند کر دیا۔ اس کے علاوہ گروارجن نے کچھ مریدوں کو لوگوں سے محصول اور نذرانے لینے پر مامور کر دیا۔[34] اور ان بڑی بڑی رقوم سے اس نے حوض، تالاب اور گوردوارے بنائے۔[35]

پانچواں جانشین گروہر گوبند:

ہر گوبند اتوار کے دن 1590ء میں گروارجن کے ہاں پیدا ہوا اور باپ کے زیر سایہ اپنی ابتدائی دینی تربیت حاصل کی۔[36] گروارجن نے اپنی آخری زندگی میں اپنے ہی بیٹے ہر گوبند کو سکھ مت کا اگلا جانشین مقرر کیا، گروہر گوبند کی تاریخ نے یہ ثابت کیا کہ اس کے باپ کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔ گروہر گوبند نے اپنے پیروکاروں کو منظم کیا اور ان کو اپنے مذہب کی سمجھ بوجھ دی۔ اس نے ایک طاقتور فوج تیار کی اور ایک بڑا قلعہ "خالصہ راج" تعمیر کیا۔[37] اس نے اپنے پیروکاروں کے دلوں سے حوف کو نکال باہر کیا اور انکے اندر بہادری اور شجاعت کی ایسی روح پھونکی کہ وہ ہر وقت ننگی تلوار کی عملی تفسیر بنے پھرتے۔

خود ہر گوبند بھی اپنے ساتھ دو دو تلواریں لئے پھرتا تھا۔ وہ جنگی مہارتوں کا شاہکار تھا۔ اس نے ہمیشہ اپنے پیروکاروں کو تلوار گھوڑا ساتھ رکھنے کی تلقین کی اور ان کو اپنے ہاتھ سے شکار کر کے کھانے کا شوق پیدا کیا۔ گروہر گوبند نے ہری مندر کی تیاری میں نمایاں کردار نبھایا یہ عمل اس کے مذہبی ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

اس کے علاوہ گروارجن نے ایک عظیم الشان محل "آکال تخت"[38] کے نام سے بنایا جو

سکھوں کے سیاسی اور دینی معاملات کا راز دان تھا۔ جہاں پر بیٹھ کر بڑے بڑے مذہبی سربراہ مذہب کے پیروکاروں کے معاملات کو طے کرتے اور ضرورت مند لوگوں کو امداد فراہم کرتے اور مجرموں کو ان کے کیے کی سزا سناتے۔

گروہر گوبند نے سکھوں کے اندر باہمی تعاون اور بھائی چارے کو فروغ دینے کیلئے اجتماعی دُعا کی بنیاد رکھی۔ اگر کسی سکھ کو کوئی مسئلہ ہوتا تو سکھوں کی ایک جماعت خدا کے حضور دینی گیت گا گا کر اپنی مشکل بیان کرتی۔ ایک خاص کام جو گروہر گوبند نے کیا وہ یہ کہ اپنے مذہب کی طرف دوسرے ادیان کے لوگوں کو بلانے کیلئے اپنے مستند شاگردوں کی جماعتیں بھی بنائیں۔[39]

چھٹا جانشین گروہری رائے:

گروہری رائے گوردتہ کا بیٹا اور گروہر گوبند کا پوتا تھا، یہ کیرت پور میں سن 1630ء میں شاہ جہان کے زمانے میں پیدا ہوا۔[40]

گروہر گوبند نے اپنے دور ہی میں اپنے پوتے ہری رائے کی جانشینی کا اعلان کر دیا تھا کیونکہ وہ معرفت الٰہی اور اپنی علمی بصیرت کی وجہ سے اپنے بھائیوں سے برتر تھا اور زیادہ وقت اپنے دادا کی سرپرستی میں گزارتا تھا۔ اور ان کی ہدایات پر عمل کرتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے دادا کو بہت زیادہ محبوب تھا۔[41]

اسی قابلیت، ذی فہم اور فرض شناسی کی وجہ سے اسے سکھ دھرم کا جانشین بنایا گیا۔ انہی عادات کی وجہ سے مغل سلاطین کے ساتھ اس کے انتہائی خوشگوار تعلقات تھے۔ خاص طور پر دارا شکوہ کے ساتھ۔[42]

ایک دفعہ دارا شکوہ اور شہنشاہ اورنگزیب میں جانشینی کی جنگ چھڑ گئی تو گروہری رائے نے اپنی مضبوط فوجی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ دارا شکوہ کی مدد کی مگر پھر بھی شہنشاہ اورنگزیب جنگی

میدان میں فتح یاب ہو گیا۔اور تخت پر بیٹھنے کے بعد گروہری رائے کو دارالقضاء میں پیش ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ جس پر گروہری رائے نے انکار کرتے ہوئے اپنے بیٹے رائے رام کو پیش ہونے کے لئے بھیج دیا۔رائے رام نے اورنگزیب کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ اپنی مقدس کتاب سے اسلام کے خلاف تمام عقائد کو نکال دے گا۔

جب وہ شہنشاہ اورنگزیب کے دربار سے واپس ہوا تو اس کی اس فضحیت کے باعث گرو ہری رائے نے اسے وراثت سے عاق کر دیا اور اپنے چھوٹے بیٹے ہری کرشن کو جانشین مقرر کیا۔ گرو ہری رائے کی جانشینی کی مدت تقریباً 16 سال ہے۔اس نے کرتارپور میں وفات پائی۔ سکھ ادب گرو ہری رائے کی خدمات پر گونگے پن کا شکار ہے۔[43]

ساتواں جانشین گروہری کرشن:

ہری کرشن، کوشن کورے کے ہاں 1656ء میں کرتارپور میں پیدا ہوا۔[44] گروہری رائے کے دو بیٹے تھے۔رائے رام اور ہری کرشن۔رائے رام جھگڑالو تھا۔ جس کی بناء پر وہ مغل بادشاہ کے ہاں دہلی میں مقید تھا۔اس لئے گروہری رائے نے اپنے چھوٹے بیٹے ہری کرشن کو 7 اکتوبر 1661ء کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اعلان کر دیا۔اس وقت اس کی عمر ابھی صرف 6 سال تھی۔ جب یہ خبر رائے رام کو ملی تو وہ بہت آگ بگولہ ہو گیا اور مقابلے پر اتر آیا۔ جب یہ معاملہ حد سے بڑھ گیا تو مغل بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ مغل بادشاہ اورنگزیب نے ہری کرشن کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔اور جب وہ وہاں پہنچا تو بادشاہ اس کی کم عمری کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہو گیا۔[45]

بادشاہ نے ہری کرشن کی کم عمری کو دیکھتے ہوئے کچھ سوالات وجوابات کئے اور اس کی حاضر دماغی اور ذہانت وفطانت سے بہت متاثر ہوا اور اسے شاہی دربار میں بھیج دیا تاکہ وہ وہاں موجود خوبصوت عورتوں اور ملکہ میں فرق کر سکے تو ہری کرشن اس امتحان میں بھی کامیاب ہو گیا اور بادشاہ

کی حیرانی مزید بڑھ گئی۔اسی لئے بادشاہ نے اس کی جانشینی کو باقی رہنے دیا۔[46]

آخرکار چیچک کی بیماری کی وجہ سے تین سال دہلی میں رہنے کے بعد وفات پاگیا۔[47] سکھ ادب کی ہری کرشن کے بارے میں سکوت کی ایک وجہ اس کی کم عمری ہے۔

آٹھواں جانشین گرو تیغ بہادر:

گرو ہری کرشن انتہائی کم عمر جانشین تھااور اپنے مختصر عہد حکومت کے خاتمے پر اس نے تیغ بہادر کو اپنا جانشین قرار دے دیا تھا۔ گرو تیغ بہادر کی پیدائش یکم اپریل 1621ء میں امر تسر میں ہوئی۔[48]

گرو ہرگوبند کے پانچ بیٹے تھے جن میں سے ایک تیغ بہادر تھا۔[49] گرو ہری کرشن نے اسکے جانشین ہونے کا حوالہ اپنے پیروکاروں کو دیا تھا جنہوں نے گرو ہری کرشن کے مرنے کے بعد گووند وال کے ایک گاؤں بکالا میں تیغ بہادر کی جانشینی کو تسلیم کرتے ہوئے بیعت کی۔ گرو تیغ بہادر نے اپنے عہد میں کرتار پور میں ایک مضبوط قلعہ اور شہر کے گرد ایک فصیل بنائی اور انتہائی شان وشوکت کی زندگی گزار رہا تھا، ہر وقت ایک ہزار شہ سواروں کا مسلح لشکر اس کے اشارے کا منتظر رہتا تھا۔[50]

گرو تیغ بہادر اور رائے رام کے درمیان جب حکومتی نزاع پیدا ہوا تو رائے رام نے شہنشاہ اورنگزیب کے دربار میں تعصب کی بناء پر شکایت کچھ اس طرح سے کی کہ اس جانشینی کا حقدار میں تھا۔اس نے مجھ سے یہ ہتھیالی ہے۔[51] اسی دوران گرو تیغ بہادر شہنشاہ اورنگزیب اور ان کی سلطنت کے خلاف وبال جان بن گیا۔

رائے رام نے شہنشاہ اورنگزیب سے گرو تیغ بہادر کو روکنے کیلئے درخواست دی جس کی وجہ سے گرو تیغ بہادر کو پورے خاندان کے ساتھ گرفتار کرکے دہلی حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا گیا۔

جب گرو تیغ بہادر تک یہ حکم نامہ پہنچا تو اس نے انتہائی عاجزی سے معذرت چاہی اور یہ

وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کبھی قانون توڑنے کے جرم مرتکب نہیں ہوگا تو اورنگزیب نے اسے معاف کر دیا۔[52] تاریخ میں گرو تیغ بہادر ایک لڑاکا صفت کردار گزرا ہے۔اس نے اورنگزیب کی عام معافی کے بعد بہت زیادہ سازشوں کے جال بچھائے۔ شہنشاہ اورنگزیب نے مغل حکومت کے خلاف ایک لشکر مسلح کر کے گرو تیغ بہادر کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

ایک خونخوار جنگ کے بعد گرو تیغ بہادر کو گرفتار کر کے دہلی پہنچا دیا گیا۔[53] اس نے شہنشاہ ارنگزیب کی اسلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اور شاہی دربار میں بہت تلخ کلامی کے بعد اس نے اپنے شاگرد سے اپنا سر کٹوا دیا۔

نواں جانشین گرو گوبند سنگھ:

گوبند سنگھ پٹنہ میں 1667ء میں گرو تیغ بہادر کے گھر پیدا ہوا،اس نے ہندو اتالیق کے ہاتھوں تعلیم و تربیت پائی۔ مختلف علوم و فنون سے خود کو آراستہ کیا، گھڑ سواری سیکھی،اور جنگی فنون سے خود کو لیس کیا،بیک وقت اس نے ہندی اور فارسی زبان سیکھی،اور مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا۔[54]

گرو تیغ بہادر نے اپنی تلوار دے کر اپنے صاحبزادے گوبند سنگھ کو اپنا جانشین بنایا۔ اس اپنے کئے دھرے کی وجہ سے افسوس ناک موت کے بعد سکھ دھرم کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ان تکالیف کا مقابلہ کر کے سکھ مت کے آخری گرو نے بہت ہی عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت سی خدمات انجام دیں۔[55]

فکری انتشار میں مبتلا سکھوں کو سکھ لفظ کے سائے تلے جمع کر کے گوبند سنگھ نے پنجاب میں سکھ نامی نئی حکومت قائم کرنے کی سعی کی۔

وقت کی نزاکت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سکھوں کو مغلیہ سلطنت کی قوت سے ٹکرانے کی بجائے پہاڑوں میں گوشہ نشینی اختیار کر کے سکھوں کی عسکری تربیت کی، انہیں مضبوط اور متحد

کرکے ایک جرار لشکر تشکیل دیا۔ اوران کی حوصلہ افزائی فرمائی۔اس حکمت عملی کی بناء پر وہ مسلمانوں کوڈرانے میں کامیاب ہوا۔[56]

وقتاًفوقتاًاپنی فوجی طاقت کومزید بڑھانے کے لئے وہ ارد گرد کے ہندو حکام کے ساتھ تربیتی طور پر چھوٹے بڑے معرکے کراتا تھا۔[57] گرو گوبند سنگھ کی فوجی طاقت میں اضافہ کرنے کے لئے انبالہ[58] کے پہاڑوں نے خاصہ اہم کردار ادا کیا۔

گرو گوبند سنگھ نے اپنے لشکر میں موجود فوجیوں کو بھوک پیاس کی تکلیف کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے بیس سال تک تربیت دی۔اوران کے دل ودماغ بلکہ شعور ولا شعور میں مسلمانوں کے خلاف دشمنی اور حسد کا بیج بو دیا۔[59]

گرو گوبند سنگھ کے فوجیوں کی تعداد جب ایک لاکھ تک پہنچی تو "بلاس پور"[60] کے حاکم راجہ "بھیم چند" کے ساتھ پہلا معرکہ باراتیوں کو گزرنے سے منع کرنے پر گرو گوبند سنگھ کے ساتھ پیش آیا۔ بھیم چند نے اس لڑائی کیلئے ارد گرد کے راجاؤں سے معافی مانگی اوران دونوں کے درمیان جنگ بنگالی کے مقام پر ہوئی۔[61]

اس جنگ کے نتیجے میں بھیم چند کو شکست ہوئی اور گرو گوبند سنگھ فتح یاب ہوگیا۔اس نے آنند پور میں ایک مضبوط عسکری قلعہ تعمیر کیا۔اور 1687ء میں نداؤں[62] کے امکان پر جموں کے مقام پر زبردست لڑائی ہوئی جس میں گرو گوبند سنگھ نے فتح پائی۔ گرو گوبند سنگھ نے 1699ء میں بیساکھی کے میلے کے دوران خالصہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔[63]

اس نے سکھوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں سے متمیز کرانے کیلئے پانچ علامات جو کہ "ک" سے شروع ہوتی ہیں جنہیں پنج ککے بھی کہتے ہیں: کیس، کڑا، کرپان، کنگھا، کچھا کا بھی اضافہ کیا۔[64]

گرو گوبند سنگھ نے جنگ کے دوران مسلمان عورتوں کے ساتھ کسی بھی قسم کی بداخلاقی

و بے حرمتی کرنے سے منع کیا۔ اور وقت کے ضائع ہونے کی وجہ سے ہر اجتماعی موقعوں پر محفل سجانے سے بھی منع کیا۔[65]

گرو گوبند سنگھ نے سب سے اہم کام یہ کیا کہ دمدما کے مقام پر گرو ارجن کے بعد سے نویں گرو تک جن جن گروؤں کا کلام تھا وہ سارے کا سارا گرو گرنتھ میں جمع کر کے گرنتھ کے خالی صفحات کو مکمل کر دیا اور اس کا نام "سری گرو گرنتھ صاحب جی" رکھا[66]۔ اور اسے ہمیشہ کے لئے زندہ گرو کی حیثیت دی۔ جبکہ اپنی تعلیمات کو مستقل کتابی شکل دے کر اسے دسم گرنتھ کا نام دیا۔

گرو گوبند سنگھ اپنے آخری ایام میں دکن میں مقیم تھا۔ اسی دوران ایک پٹھان نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیتے ہوئے۔ موقع پا کر گرو پر خنجر کے ایسے مہلک وار کئے کہ وہ ان کی تاب نہ لا سکا اور 1708ء میں اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔[67]

خلاصہ:

سکھ مذہب جسکی بنیاد گرونانک نے پندرھویں صدی عیسویں میں رکھی، جس میں اس کے بانی گرونانک نے اسلام اور ہندومت کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور دونوں کی آپس میں سے اپنے پسندیدہ نقاط لے کر ایک نئی فکر کا آغاز کیا، گرونانک اور ابتدائی جانشینوں کے ہاں یہ ایک اخلاقی، روحانی صوفیانہ تعلیمات تھیں، جبکہ متاخرین جانشینوں نے رفتہ رفتہ اس کو روحانیت سے نکال کر ایک جنگی اور مادی جماعت میں تبدیل کر دیا، جو اس وقت کے مسلمان حکمرانو سے نبرد آزما رہے، مسلمان حکمرانوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے گرو گوبند سنگھ کے بعد پنجاب میں ایک عرصے کے لئے بالخصوص رنجیت سنگھ کے زمانے میں سکھ حکمرانوں کا راج رہا، جسکا اختتام انگریز کے زمانے میں مسلمانوں کی حکومت کے خاتمے کے بعد ہوا، بابا نانک نے جن روحانی تعلیمات سے اپنے پیروکاروں کو روشناس کرایا تھا بعد میں وہ اختلاف کا شکار ہو کر اکثر و بیشتر سکھ اس روحانیت سے نکل کر

اپنے صحیح پینتھ سے دور ہو گئے جو کہ عام طور پر وطیرہ ہے۔

حوالہ جات

---

[1] قریشی، مفتی غلام سرور تاریخ مخزن پنجاب، مطبع اسلم اردو بازار، لاہور، 1996ء، ص170

[2]"A history of the Sikh people" by Dr Gopal Singh, world Sikh university Asif Ali Road, Delhi, India page 35,1979

ایضا، گیان سنگھ گیانی، تواریخ گرو خالصہ، مطبہ رزیر ھند، امر تسر انڈیا، ایڈیشن سوئم، 1945ء، ج1، ص22-23

[3]"Guru Nanak"by Raja sir Daljit Singh,The University Publishers Gita Bhawan McLeod Road Lahore page 10,1943.

ایضا: تذکرہ بابانانک صوفی غلام قاسم سرور، مطبعہ عبدالکریم زر گراں بازار امر تسر انڈیا، 1342ھ، ص23

[4] ھر بنس سنگھ، گرونانک سوانح عمری، المطبعہ العربیہ لاھور، 2000ء، ص121

[5]پروفیسر رام سروف کوشل، دس گرو صاحبان، دی پنجاب سکول سپلائی ڈپو موھن لال روڈ لاھور، 1915ء، ص21

[6] گرونانک سوانح عمری ھر بنس سنگھ، ص133

[7] راگ ماجھ، گرو گرنتھ، ناشر بھائی چتر سنگھ بازرمائی سیواں امر تسر، ص93

[8]صوفی غلام قاسم سرور، تذکرہ بابانانک، ص65-66، مزید دیکھئے، تواریخ گرو خالصہ، گیان سنگھ گیانی، 522/1

[9] گرونانک، جودھ سنگھ نیشنل بک ٹرسٹ، دہلی انڈیا، 1974ء، ص12

[10] History of Sikhs by Hari Ram Gupta , Vol 1 , page 113, Printed and Published by Munshiram Manoharlal, Publisher Pvt .Ltd, Post Box 5715 # Rani Jhansi Road , New Delhi India,year 1984.

[11] کھنیالال ھندی، تاریخ پنجاب، مرتبہ کلب علی خان فائق، مجلس ترقی اردو کلب روڈ لاھور، ص23

[12] اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، مطبع عزیز اردو بازار لاہور، 1988ء، ص379-380

[13] History of Sikhs by Hari Ram Gupta, Vol۔1, page 113

[14]Encyclopedia of Britannica, Vol:1, printed Chicago University USA,15 Eudation, 1985, p 399

Encyclopedia of Religion by Mircea Eliade, Vol.13, 1987, Madillan, Publishing Company New york, 1917, vol.1, p318

گورمکھی کا مطلب ہے گرو کے منہ سے نکلی ہوئی بات۔اور اسی زبان سے انگد نے بابانانک کا منظوم کلام لکھا اور اپنی اولاد کو سکھایا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ گروانگد نے بابانانک کے حکم پر یہ زبان ایجاد کی۔

[15] A History of the Sikhs by Khushwant Singh, Oxford university Press, Bombay ,1991,Vol:1, p50

[16] اردو انسائکلو پیڈیا ایک جلد میں،اشاعت دوم، طبع فیروز سنز لاھور،1984ء، ص22

Secred Writing of the World Great Religion by S.E.Frost, published by New Home Library New Yourk USA,p355

[17]ہندو مت میں شوہر کے مرنے کے بعد اس کے جسم کے جلانے کے ساتھ ساتھ اس کی زندہ بیوی کو اس آگ میں زندہ جلانے کی رسم مشہور تھی جو کہ سکھوں میں بھی چلی آرہی تھی۔

[18]سید عبد الطیف،تاریخ پنجاب، مطبعہ ان پریس، لاھور،1994ء، ص506۔دائرہ المعارف الاسلامیہ، جلد 11، دانشگاہ پنجاب لاھور، ص109

[19] History of Sikhs by Hari Ram Gupta Vol 1 , page 121،لالہ ہری رام گپتا، سکھ دھرم کی پھلواری، ایم۔اے۔بی۔ٹی، انڈین پریس لمیٹڈ آلہ آباد ، ص51

[20] History of the Sikhs by Hari Ram Gupta , Vol 1 , page 122

ایضا۔اکرام علی ملک ،تاریخ پنجاب، ص108

[21] فاروقی، عماد الحسن، دنیا کے بڑے مذاھب، ص216

[22]گیان سنگھ گیانی، تواریخ گرو خالصہ، مطبع وزیر ہند امرتسر، اشاعت سوم،1896 ء، ص83

[23] History of the Sikhs by Hari Ram Gupta, Vol-1, page 126

ایضا: عباد اللہ گیانی، سکھ گرو صاحبان اور مسلمان، ایک تاریخی جائزہ، بغیر سن طباعت اور مقام طباعت، ص79

[24] امرتسر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں سکھ ادب میں عجیب و غریب قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ لغوی طور پر اس کے معنٰی آب حیات اور ابدی حوض مراد ہیں۔

[25] History of Sikhism by Hari Ram Gupta, Vol-1, p129-128

[26]احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ بادشاہ کے قتل کے بعد افغانستان کا فرمانروا بنا۔ جس کی حکومت 1747ء سے 1773ء تک رہی، جس کا تعلق افغانستان کے ابدالی خاندان تھا اس نے ہندوستان پر کئی دفعہ حملے کئے اور 1761ء کے مشہور حملے میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ قندھار، کابل پشاور اور پنجاب کو فتح کرنے کے بعد اس نے دہلی کو بھی فتح کیا اور افغانستان سے دہلی تک ایک طویل و عریض حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اردو انسائیکلوپیڈیا، ص 57۔ قومی ڈائجسٹ سکھ نمبر، ص 114

[27]سید عبد الطیف، تاریخ پنجاب، ص 508

[28]Guru Nanak Founder of Sikhism by Dr . Trilochan Singh , Gurdawara Parbandhak , Committee Sis Ganj, Chandni Chwok, Delhi, Printed by united India Press, link House Bahadurshah Zafar Marg, Edition 1st Edition, New Dehli-1969, page 13

[29]A brief Account Of the Sikh by Ganda Sing,publishd by Shiromani Gurdwara Parbandhak committee Amritsar India, 1956,p5

[30]گیان سنگھ گیانی، تواریخ گروخالصہ، ج 1، ص 93-92

[31]سید عبد الطیف، تاریخ پنجاب، ص 510

[32] History of the Sikhs by Khushwant Singh, Oxford University Press , Bombay, India , Vol.1, p58-57

لالہ ہری رام گپتا، سکھ مذہب کی پھلواری، ص 83-82

[33]لغوی لحاظ سے قدیم اور تاریخ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندو مت کی اصطلاح میں بیاس جی کی تصنیف ہے۔ ان پرانوں کی تعداد اٹھارہ تک پہنچتی ہے۔ دیکھئے "ہندی اردو لغت"، راجہ جیسور راؤ اصغر، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، 1993ء، ص 154

[34] History of the Sikhs by Khushwant Singh, Oxford University Press, Bombay, India , Vol.1 , p61

[35]گیان سنگھ گیانی، تواریخ گروخالصہ، ج 1، ص 88

[36]ایضاً، ص 112

[37] اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص 391

[38] آکال تخت: بنیادی طور پر وہ مقام ہے جہاں پانچواں گروارجن تشریف رکھتا تھا اور ہری مندر کی تعمیر کے وقت مزدوروں اور تعمیر کی نگرانی کرتا تھا تو گروہر گوبند نے اس مقام پر گروارجن کی یادگار کے طور پر ایک عظیم الشان محل تعمیر کیا۔ جہاں پر بعد میں دسویں گرو گوبند سنگھ نے سکھوں کی مقدس کتاب گرو گرنتھ کے رکھنے کا فیصلہ کیا۔

ایضا، قومی ڈائجسٹ سکھ نمبر، ص115-114

See also: History of Sikhs by Hari Ram Gupta Vol: 1 p57

[39]History of Sikhs by Hari Ram Gupta, Vol 1, p158

[40]گیان سنگھ گیانی، تواریخ گروخالصہ، ج 1، ص140

[41] ایضاً، ص141

[42]دارا شکوہ: شہنشاہ شاہجہاں کا بڑا بیٹا تھا۔ جو اجمیر میں پیدا ہوا اور 1633ء میں بادشاہ کا ولی عہد بنا۔ بادشاہ شاہجہاں کی زندگی میں دارا شکوہ اور شہنشاہ اورنگزیب کے درمیان حکومت یعنی پایہ تخت کے لئے معرکہ آرا جنگ ہوئی جس میں شکست دارا شکوہ کا مقدر ٹھہری۔

[43]اکرام علی ملک، تاریخ پنجاب، ص112

[44]عباداللہ گیانی، سکھ گروصاحبان اور مسلمان، ایک تاریخی جائزہ، ص161-162

[45]سید عبدالطیف، تاریخ پنجاب، ص517

[46]مسعود الحسن خان، تاریخ پاک وہند 1707ء سے 1857ء تک، طبع نیو بک پیلس لاہور، ص32

[47]دہلی سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر دریائے جمنا کے کنارے گروہری کرشن کی مرڑی بنائی گئی۔

[48]عباد اللہ گیانی، سکھ گروصاحبان اور مسلمان ایک تاریخی جائزہ، ص167

[49] ہر گوبند کے پانچ بیٹوں کے نام یہ ہیں: 1۔ گوردتھا 2۔ صورت سنگھ 3۔ امرت 4۔ اٹل رام 5۔ تیغ بہادر۔

سید عبدالطیف، تاریخ پنجاب، ص516۔ سید اصغر علی جعفری، تاریخ پنجاب، مطبع الکتاب، لاہور، ص256-257

[50] اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص392

[51] سید عبدالطیف، تاریخ پنجاب، ص510

[52] اردو انسائیکلوپیڈیا، ص156

[53] اکرام علی ملک، تاریخ پنجاب، ج1، ص 114

[54]احمد عبد اللہ المسدوسی، مذاہب عالم ایک معاشی و سیاسی جائزہ ،مکتبہ خدام ،اشاعت اول، کراچی،1958ء، ص321

[55] اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص395

[56]سید عبد الطیف، تاریخ پنجاب، ص523

[57] اکرام علی ملک، تاریخ پنجاب، ج1، ص114

[58] انبالہ: ہندوستان کے صوبہ اترپردیش کا ایک مشہور شہر ہے۔ اردو دائرہ المعارف الاسلامیہ، ج 3، ص298

[59]اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص396

[60] یہ انڈیا کے صوبہ پنجاب میں واقع مشہور شہر ہے۔

[61] گیان سنگھ گیانی، تواریخ گرو خالصہ، ص17

See also: History of the Sikhs by Khushwant Singh Vol , p78.

[62] یہ مقبوضہ کشمیر میں ایک دیہات کا نام ہے اس وقت کی تاریخ کے اعتبار سے۔

[63]اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص396۔ ایضا: "المسوعۃ المیسیرۃ فی الادیان والمذاہب المعاصرۃ" الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی، الریاض المکۃ العربیۃ، سعودیہ، طبع دوم، ص228

See also: A Popular Dictionary of Sikhism, by W. Owen Cole and Paira SinghSambha 1st published London,1990, p114

[64] عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ادیان العالم بین الحقیقۃ والاسطوہ فوزی محمد حمید، ص 223

History of the Sikhs Khushwant Singh Vol.1, p79

[65]اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب، ص397

[66]گیان سنگھ گیانی، تواریخ گرو خالصہ، ص212

[67] کھنیالال ہندی، تاریخ پنجاب، مرتبہ گلاب علی خان فائق، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ لاہور، ص67